THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

تدریس قرآن کے روائتی وجدید اسالیب: تجزیاتی مطالعہ

QURANIC PEDAGOGY: CRITICAL EXAMINATION OF TRADITIONAL AND MODERN INSTRUCTIONAL METHODS

1- Hafiz Saeed Imran
Email: F2017163014@umt.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0009-0004-3198-0811

Ph. D Scholar, Islamic Thought and Civilization University of Management and Technology, Lahore.

2- Muhammad Samiullah
Email: muhammad.samiullah@umt.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-0998-0549

Associate Professor, Islamic Thought and Civilization University of Management and Technology, Lahore.

To cite this article:
Imran, Hafiz Saeed, and Muhammad Samiullah. "QURANIC PEDAGOGY: CRITICAL EXAMINATION OF TRADITIONAL AND MODERN INSTRUCTIONAL METHODS." The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, no. 2 (December 21, 2023).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 9, No. 2 ||July –December 2023 || P. 36- 70
DOI:	10.29370/siarj/issue17urduar3
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	https://siarj.com
Published online:	2023-12-21
Journal is Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library	University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR	Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library	Advanced Sciences Index

BY NC SA
Open Access

تدریس قرآن کے روائتی وجدید اسالیب: تجزیاتی مطالعہ

QURANIC PEDAGOGY: CRITICAL EXAMINATION OF TRADITIONAL AND MODERN INSTRUCTIONAL METHODS

Hafiz Saeed Imran, Muhammad Samiullah

ABSTRACT:

Understanding the Holy Qur'an is crucial for humanity, yet clarifying how an ordinary individual can directly comprehend it poses challenges. The complexity and long-term nature of Islamic sciences, coupled with the current state of the educational system, highlight the difficulties in this regard. Efforts are being made to create a more accessible approach, categorizing commonly used words in the Qur'an for streamlined memorization. Additionally, some utilize the Total Physical Interaction (TPI) method for elucidating pronouns, surpassing conventional approaches. Another modern technique involves color-coded prefixes and suffixes to enhance comprehension, enabling readers to grasp 65% to 70% of the Qur'anic meaning. Despite these innovative methods, assessing their effectiveness in facilitating the common man's understanding remains premature. This research critically evaluates these techniques, aiming to propose a new model that bridges the gap, ensuring widespread comprehension of the divine Holy book.

KEYWORDS: Easy Quran, Understanding the Qur'an, Symbolic Qur'an, understanding The Qur'an with colors and symbols, Modern methods of understanding the Qur'an

کلیدی الفاظ: سان قرآن، قرآن کو سمجھنا، علامتی قرآن، قرآن کو رنگوں اور علامتوں سے سمجھنا، قرآن کو سمجھنے کے جدید طریقے

تمہید:

انسانی تخلیق میں غلطی کا امکان ہمیشہ ہوتا ہے۔ انسان خود اصل میں ایک ناقص حیثیت رکھتا ہے۔ ذاتی خامیوں کے ساتھ ساتھ اس کی بنائی گئی اشیاء، ایجادات، تخلیقات میں سقم رہ جاتا ہے کہیں نہ کہیں ایسا کمزور پن رہ جاتا ہے کہ اس کی درستگی، اصلاح اور تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ان اشیاء کا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تجدید اور حالات و زمانہ کی روش کے مطابق ڈھالنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک شئے، ایجاد، نظریہ، سرگرمی یا پہلو قدیم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ جدید لے لیتا ہے۔ تدریس کے طرق بھی انسانی تخلیقات میں سے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ایک اسلوب بہت سراہا اور اپنایا گیا لیکن وہی اسلوب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک نئے، جدید اور دوسرے اسلوب سے ہٹا دیا گیا یا عمل کے قابل نہ رہا۔ اسی طرح کچھ اسالیبِ تدریس تو ناپید ہو گئے جبکہ کچھ کی حیثیت وہ نہیں رہی جو ان کے متعارف ہونے کے وقت تھی۔ نئی ضروریات، ایجادات اور عوام الناس کی روش بدلنے سے ان میں خاطر خواہ تبدیلی لائی گئی۔ قرآنِ کریم کی تدریس کے حوالے سے آغاز سے آج تک جو جو اسالیب اپنائے گئے ان میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اور تعلیمی نظام میں اصلاحات کی وجہ سے بہت سے نت نئے طرق تدریس قابل عمل میں لا کر بچوں کو قرآنِ پاک کی تدریس کا عمل اپنایا گیا۔ اس مقالہ میں قدیم اور روائتی اسالیب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ ان میں موجود نقائص و اسقام کی نشاندہی کرتے ہوئے، نہ صرف ان کو دور کیا جائے بلکہ ان تمام اسالیب کے تناظر میں نئے مجوزہ ماڈل پر کام کرنا آسان و ممکن ہو سکے۔

ا۔ تدریس قرآن اور اسلوبِ ناظرہ نقائص:

دنیا کی کسی زبان کی تعلیم حروف شناسی سے آگے بغیر سمجھے ایک قدم نہیں بڑھتی لیکن قرآن مجید سے بے مثال لگاؤ کا نتیجہ یہ ہے کہ بے سمجھے الفاظ بھی پڑھے جاتے ہیں۔ آیات بھی پڑھی جاتی ہیں حتی کہ زبانی یاد بھی کر لی جاتی ہیں اور گاہے بگاہے زندگی بھر پڑھی جاتی رہتی ہیں۔ یقیناً اس کا فائدہ ہے کہ ہمارا قرآن سے تعلق قائم ہے۔ نماز اور دیگر عبادات میں قرآن اور دعائیں اصلی عربی میں پڑھنے کے لائق ہم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان فوائد کے مقابلے میں نقصانات عظیم ہیں۔ ناظرہ قرآن سیکھنے کو ہی ہم نے قرآن کی تعلیم سمجھ لیا ہے چنانچہ نہ سمجھنے کی فکر لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے رہنمائی حاصل کرنے اور اپنے آپ کو اس کے پیکر میں ڈھالنے کی کوشش ہوتی ہے جو قرآن مجید کے مقصد نزول ہدایت کے سراسر خلاف ہے۔ غالباً اسی لئے مولانا مودودیؒ نے ناظرہ قرآن کے اس طریقہ تعلیم کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ خود مولانا مودودیؒ کے الفاظ میں ان کے درد کو ملاحظہ فرمائیں ''میری ابتدائی تعلیم میں ایک خرابی ایسی تھی، جس

کو بعد میں میں نے بُری طرح محسوس کیا۔ وہ خرابی یہ تھی کہ عام دستور کے مطابق مجھے بھی سب سے پہلے بغدادی قاعدہ پڑھا کر قرآن مجید پڑھوایا گیا۔ یہ غلطی عام طور پر مسلمان اس زمانے میں بھی کرتے تھے اور آج تک کئے جارہے ہیں۔اس کا نقصان یہ ہے کہ بچہ دنیا کی ساری چیزیں تو سمجھ کر پڑھتا ہے مگر صرف قرآن ہی کے متعلق وہ خیال کرتا ہے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے، جسے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔بس اس کے الفاظ پڑھ لینے کافی ہیں۔"اس غلط طریقے کی وجہ سے مجھے بے سمجھے قرآن مجید کی ایسی عادت پڑی کہ آگے چل کر جب میں نے عربی زبان پڑھ لی،اس وقت بھی برسوں تک قرآن کو بغیر سمجھے پڑھتا رہا۔ 21 برس کی عمر میں مجھ کو پہلی دفعہ اپنی اس غلطی کا احساس ہوا اور میں نے قرآن کو سمجھنے کی کوشش شروع کی۔ میں چاہتا ہوں کہ اب مسلمان بچوں کو اس غلطی سے بچایا جائے اور انہیں قرآن اس وقت پڑھایا جائے جب وہ کم از کم اتنی اردو پڑھ لیں کہ قرآن کا ترجمہ ساتھ ساتھ پڑھ سکیں۔"[1] اسرار عالم صاحب نے تو اس طریقہ کار کو دشمنان اسلام کی سازش لکھا ہے۔کیونکہ اس سے قرآن سے براہِ راست اثر پذیری کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ بے معنی الفاظ کے پڑھنے میں جو زحمت اور مشکلات پیش آتی ہیں وہ الگ ہیں۔بے سمجھے فن تجوید کی مشکل اصطلاحات کو ہضم کرنا کتنا گراں ہوتا ہے وہ اس راہ کے راہی ہی بتا سکتے ہیں۔ گرچہ سہولت پیدا کرنے کے لئے کچھ نئے اور دوسرے طریقے بھی وضع کئے گئے ہیں لیکن وہاں دوسری خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ناظرہ قرآن کی تدریس کے دو طریقے رائج ہیں۔

۱،۱ ناظرہ قرآن مع قواعد قرأت و تجوید:

اس طریقے میں قرأت و تجوید کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں ناظرہ قرآن سکھایا جاتا ہے اور مشق کرائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ دو کتابوں سے مدد لی جاتی ہے ''نورانی قاعدہ''اور ''یسّرنا القرآن''ان کے علاوہ ''جمال القرآن''مولانا اشرف علی تھانویؒ،''فوائد مکیہ''عبدالرحمن مکی اور ''مفتاح القرآن'' مولانا محفوظ الرحمن نامی وغیرہ کتابیں بھی کہیں کہیں پڑھائی جاتی ہیں۔اہل حدیث حلقے میں ''تحبیر التجوید'' قاری محمد ادریس عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ اور شیعہ حلقے میں ''تجوید القرآن''پڑھائی جاتی ہے۔

اس طریقے کا فائدہ یہ ہے کہ عربی زبان کی باریکیوں کے مطابق پڑھنے والا پڑھنا سیکھتا ہے اور ادائیگی کی غلطیاں نہیں ہوتیں لیکن نقصان یہ ہے کہ فنی باریکیاں سیکھنے کے لئے بہت سے غیر مستعمل الفاظ کا بوجھ بھی بچوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی طرح فنی باریکیوں کو گرفت میں لانے کے لئے اتنی توجہ دینی پڑتی ہے کہ تعلیمات قرآن اور ہدایت قرآن سے

---

[1] Dr Syed Asad Gilani, Molana Mododi Se Maliye, New Dehli : Markazi Maktaba Dehli , 2010 Hamza S, 49 .

ڈھول ہو جاتا ہے بلکہ تکلف آفرینی ایسی ہوتی ہے کہ فطری انداز مار کھانے لگتا ہے۔ چنانچہ انہی خرابیوں سے بچانے کے لئے کچھ اہل علم نے دوسرا طریقہ وضع کیا ہے۔

۱،۲ ناظرہ قرآن بغیر قواعد قرأت و تجوید:

اس طریقے میں ہجاء سے زیادہ تلفظ کی ادائیگی کی مشق پر توجہ دی جاتی ہے اور دوسری زبان کی مدد سے رواں پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس طریقے میں اصطلاحات اور تکلف کی پیچیدگیوں سے پڑھنے والا آزاد ہو جاتا ہے۔ اس طریقے کی سب سے کامیاب کتاب مولانا سید حامد علیؒ کی تیار کردہ کتاب ''تیسیر القرآن'' ہے۔ اس طریقے میں وقت کی بچت بھی ہوتی ہے، اور طلبہ سہولت بھی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن نقصان یہ ہے کہ طلبہ فنی باریکیوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔ ان دونوں طریقوں کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہوئے ایک تیسری کوشش ڈاکٹر ف۔ عبد العزیز عبد الرحیم (سابق استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کی کتاب ''التبیان''(قرآنی قاعدہ) آئی ہے جو ایک بہترین کوشش کہی جاسکتی ہے۔ حال ہی میں اسے مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی نے شائع کیا ہے۔ لیکن اسے پڑھانے کے لئے استاذ کی تربیت اور مشق پر توجہ انتہائی لازمی ہے۔

۲۔ زبانی یاد [حفظ] کروانے کے طریقے میں نقائص:

دنیا میں کہیں چلے جائیں ہر جگہ آپ کو حافظ قرآن مل جائیں گے۔ البتہ حفظ قرآن کے طریقہ کار میں مشرق و مغرب میں فرق ہے۔ مشرق میں ناظرہ قرآن کے بعد حفظ کرایا جاتا ہے پھر فہم قرآن کی کوشش شروع ہوتی ہے یا پھر صرف حفظ پر قناعت کر لیا جاتا ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بچپن میں حافظہ مضبوط ہوتا ہے اس لئے حفظ میں آسانی ہوتی ہے۔ لیکن بغیر سمجھے حفظ قرآن کے بھی ویسے ہی برے اثرات سامنے آتے ہیں جیسے ناظرہ قرآن کے۔ نہ خود کوئی اثر قبول کر پاتے ہیں اور نہ ہی سامع پر کوئی اثر ڈال پاتے ہیں۔ پڑھنے پڑھانے میں معنوی غلطیاں اس پر مستزاد ہیں۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ذرا حضرت عمرؓ کا درج ذیل طرز عمل ملاحظہ فرمائیں:

''عراق کے بعض گورنروں نے حضرت عمرؓ کے پاس یہ اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا کہ کچھ لوگوں نے کتاب اللہ کو حفظ کر لیا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کو لکھ بھیجا کہ ان کا وظیفہ مقرر کر دو۔ پھر طالبین قرآن کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو ایک گورنر کی جانب سے ان کو خط ارسال کیا گیا کہ سات سو لوگوں نے قرآن مجید کو حفظ کر لیا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ تفقہ فی الدین سے قبل قرآن مجید کے حفظ کے سلسلے میں جلد بازی کرنے لگیں گے اس لئے

انہوں نے لکھ بھیجا کہ وہ انہیں کچھ نہ دیں۔"[2]"اسی طرح امام مالکؒ سے سات برس کے ایک بچے کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے قرآن حفظ کر لیا تھا تو انہوں نے فرمایا" میں اس کو مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔"[3] ہمارے یہاں عموماً حفاظ ہی امام ہوتے ہیں۔ تراویح میں قرآن پڑھنے کا جو انداز وہ اپناتے ہیں اور جس طرح کی بھونڈی غلطیاں وہ کرتے ہیں اس کو سامنے رکھنا اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔اسی کا شاخسانہ ہے کہ بہت سی نئی چیزیں لزوم کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ مثلاً تراویح میں آیات سجدہ پر امام کا مقتدی کو پہلے سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ ذرا فتاویٰ رحیمیہ کا ایک استفتاء ملاحظہ فرمائیں" سوال: تراویح میں سجدۂ تلاوت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں رکعت میں سجدہ ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے ؟"جواب: خیر القرون میں عرب و عجم میں کثیر تعداد میں جہلاء اور نو مسلم ہونے کے باوجود سلف صالحین سے اعلان ہذا ثابت نہیں حالانکہ وہ اسلامی اعمال کی تبلیغ میں نہایت چست اور عبادات کی درستگی کے بڑے حریص تھے۔ فقہاء نے بھی اس طرح کے اعلان کی ہدایت نہیں کی ہے اگر ضرورت ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے جیسے کہ مسافر امام کو خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے کہ نمازیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع دے دے چاہے نماز سے پہلے ہو یا بعد میں کہ "میں مسافر ہوں" کیونکہ یہاں ضرورت ہے لیکن سجدۂ تلاوت میں عام طور پر ایسی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر بلا ضرورت یہ طریقہ جاری رہا تو قوی اندیشہ ہے کہ جس طرح بعض شہروں کا رواج ہے کہ نماز جمعہ کے وقت اعلان کیا جاتا ہے "الصلوٰۃ سنۃ قبل الجمعۃ" یا یہ کہا جاتا ہے "انصتوا رحمکم اللہ" اور دوسرا اعلان سنت یا فعل حسن سمجھا جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت کا یہ اعلان بھی ضروری اور یہ بھی ممکن ہے سنت سمجھا جانے لگے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ مباح چیز کو ضروری سمجھنے سے دیگر خرابی کے سواء اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مباح کو مسنون سمجھ لیا جائے اور غیر مسنون کو مسنون سمجھ لینا تحریف دین ہے۔ البتہ اگر مجمع کثیر ہو جیسا کہ بڑے شہروں میں ہوتا ہے کہ صفیں دور تک ہوتی ہیں۔ کچھ صفیں بالائی منزل میں بھی ہوتی ہیں اور وہاں مغالطہ کا قوی احتمال رہتا ہے کہ لوگوں کو سجدۂ تلاوت کا پتہ نہ چلے اور سجدہ کے بجائے رکوع کرنے لگیں تو ایسے موقع پر بے شک بموجب "الضرورات تبیح المحذورات" اعلان کی اجازت دی جاسکتی ہے مگر ہر جگہ کا یہ حکم نہیں ہے۔ ہمارے یہاں اس کی

---

[2] Allama Abubaker Tartooshi, Albide Wal Hawadis, Safha, 206 https:/ / waqfeya. Net / book. Php? Bid = 5940

[3] Syed Abdul Rahim Lajpuri, Fatawa Raheemia, J 5, Dar Ul Isha Karachi , 2003 Safha, 199 .

(اعلان کی)ضرورت نہیں میرا اپنا برسوں کا تجربہ ہے لٰہذا اس کا ترک ضروری اور اس کی پابندی غلط ہے۔"[4]

اسلاف کا جو طریقہ تھا اور جسے مغرب میں رہنے والوں نے اختیار کیا ہے وہی بہتر ہے کہ پہلے قرآن سمجھا جائے پھر حفظ کیا جائے۔اس طریقے میں قرآن کے مقصد نزول "ہدایت" کے حصول کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔حفظ میں آسانی ہوتی ہے۔وقت کا ضیاع نہیں ہوتا ہے چنانچہ حسن البناءؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا "لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ حفظ قرآن مجید پہلے مرحلے کی تعلیم کا جز ہے،اس وجہ سے کہ اس عمر میں قوت حافظہ اور یاد رکھنے کی صلاحیت قوی ہوتی ہے اور اس کے بعد اس کو یاد کرنا آسان نہیں ہے۔یہ بات عرف عام کی صورت اختیار کر چکی ہے،لوگ اس کی مخالفت کرنے میں بہت حرج محسوس کرتے ہیں اور ان کو ایسا لگتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کا ضیاع ہے۔آپ دوسرے پہلو سے دیکھیں کہ اس عمر میں طلبہ کا پورے قرآن مجید کو حفظ کرنے میں مشغول رہنا ان کی بہت سی عقلی صلاحیتوں کو کام میں لانے سے محروم کر دیتا ہے اور ان کی بہت سی نفسیاتی صلاحیتوں کو مفلوج کر دیتا ہے،اور ان کے ذہنوں اور دلوں میں قرآن ایسے الفاظ کی شکل میں مرتسم ہوتا ہے،جو بے معنی ہیں۔اور آئندہ زندگی میں انہیں بغیر غور وفکر کے پڑھنے کا عادی بنا دیتا ہے۔اس طریقے سے اگرچہ وہ قرآن مجید کا حافظ بن کر نکلتا ہے تاہم قرآن پر تدبر اور اس کے معانی و مقاصد پر تفکر کی لذت سے محروم ہوتا ہے۔"[5]

جامعہ ازہر مصر جو سب سے قدیم یونیورسٹی ہے وہاں حفظ قرآن کا یہی طریقہ رائج ہے اور کامیاب ہے۔ وہاں کے طریقہ کار میں تو یہ بات بھی شامل ہے کہ حافظ رسم الخط سے بھی آگاہ ہو چنانچہ وہاں حفاظ کا تحریری امتحان بھی لیا جاتا ہے اور اس میں کامیابی کے بعد سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔پاکستان میں کچھ مقامات پر اس طریقہ کا تجربہ کیا گیا اور وہ زیادہ بہتر اور مؤثر رہا ہے۔قرآن مجید کی تعلیم کے سلسلے میں ایک طریقہ تو وہ ہے جو ترجمہ قرآن مع مختصر تشریح پڑھانے کا ہے۔یہ طریقہ عموماً مدارس میں رائج ہے۔

دوسرا طریقہ وہ ہے جو عموماً کلاسز کی شکل میں یا مساجد میں یا انفرادی طور پر سکھانے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔یعنی ابتدائی طور پر گرامر/صرف ونحو کی بنیادی معلومات بہم پہنچانے کے بعد ایک ترتیب سے پورے قرآن مجید کا لفظی

---

[4] dr .mjdi hilali mutrajim Raees Ahmed falahi, rujoo eli Al-Quran, up : idaara ilmia, Azam garh, Safha, 319. 320.

[5] Anees Chishti, Badalti Duniya Aur Piyasa Taleemi Amal, Maharashra : Mirza World Book House, 2012, Safha 89 ,

ترجمہ سکھایا جاتا ہے۔ حسب ضرورت معلم اپنی طرف سے کہیں کہیں وضاحتی بیان دیتا رہتا ہے۔اس سلسلے میں اردو میں حافظ نذر احمد صاحب کا لفظی ترجمہ سب سے زیادہ مقبول و مستفاد ہے اور انگریزی میں The Glorious Qur'anڈاکٹر شہناز شیخ و محترمہ کوثر کھتری کا ترجمہ رائج ہے۔

ان دونوں طریقوں سے فہم قرآن کی راہ تو کھلتی ہے اور تعلیمات قرآن تک رسائی بھی ہوتی ہے لیکن ان دونوں طریقوں میں بعض چیزیں محل نظر ہیں۔سب سے پہلے تو یہ وضاحت ضروری ہے کہ ترجمہ اصل کا بدل نہیں ہو سکتا اس لئے ترجمہ سے اصل کی روح حاصل نہیں ہوتی۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ اصل کو کلام اللہ کی حیثیت حاصل ہے اور ترجمہ کو کلام انسان کی، ظاہر ہے کہ کلام انسانی کے ذریعہ کلام اللہ کی وسعت کا احاطہ ناممکن ہے۔اسی طرح ایک زبان سے دوسری زبان میں من وعن تمام باتیں منتقل کرنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ ہر زبان کا اپنا پس منظر، اپنا رنگ اور اپنا انداز ہوتا ہے۔ضروری نہیں کہ وہ دوسری زبان میں بھی پایا جاتا ہو۔جب تک دونوں زبانوں پر یکساں عبور نہ ہو تو ترجمہ کے ذریعہ مدعا کی منتقلی آسان نہیں۔ترجمہ کی نزاکت کو سمجھنے کے لئے صرف اس ایک جملے کے ترجمہ پر غور کریں۔

آمنت باللہ

"میں اللہ پر ایمان لایا"I believed in Allah

اس وضاحت سے صاف واضح ہے کہ ترجمہ کے بجائے اصل عربی سکھانا اور اصل سے تعلق جوڑنا ہی سب سے بہتر اور محفوظ و مطلوب طریقہ ہے۔ لیکن بدرجہ مجبوری اگر یہ طریقہ اختیار کرنا ہی ہو تو اس طریقہ میں پائے جانے والے نقائص کو دور کرنا ضروری ہے۔پہلے طریقے میں درج ذیل نقائص پائے جاتے ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے:

I. پورے قرآن کا ترجمہ کہیں نہیں پڑھایا جاتا۔ نصاب میں کہیں کہیں شامل بھی ہے لیکن عموماً مکمل نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے قرآن پر مجموعی نظر سے بچے محروم رہ جاتے ہیں۔ مکمل ترجمہ قرآن سیکھنے سکھانے کو یقینی بنانا چاہئے۔

II. مدعاو مطلوب تک رسائی اس وقت ممکن ہے جب تک زباندانی پختہ نہ ہو عموماً زباندانی پختہ ہونے سے پہلے یہ عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جس طرح نامکمل پکا ہوا کھانا اپنا اثر دکھاتا ہے اسی طرح آدھی زبان دانی اپنا اثر دکھاتی ہے اور بہت مضحکہ خیز شکلیں سامنے آتی ہیں، مثلاً: ڈپٹی نذیر احمد مرحوم نے اپنے ترجمہ قرآن میں سورۂ یوسف کی آیت نمبر16 "اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا" کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "ہم تو جا کر ایک طرح کی کبڈی کھیلنے لگے اور یوسف کو ہم نے اسباب کے پاس چھوڑ دیا

"۔ کبڈی ایک ہندوستانی کھیل ہے جس کے ذریعہ "نَسْتَبِقُ" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ جبکہ اس کا مناسب ترجمہ دوڑ میں مسابقت ہے دوڑ میں آدمی دور نکل جاتا ہے جبکہ کبڈی ایک ہی دائرہ میں ہوتی ہے۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں مختلف تراجم سے نقل کی جاسکتی ہیں۔

III. چونکہ زباندانی پختہ نہیں ہوتی اس لئے کسی مترجم کے ترجمہ کا سہارا لیا جاتا ہے اور مترجم کے سارے نقائص بھی پڑھنے والوں کو منتقل ہوتے ہیں۔ چنانچہ فطری اور قرآنی رنگ کے بجائے مترجم کا رنگ چڑھتا ہے ۔ مختلف تراجم کو سامنے رکھا جائے تو بہتر تک پہنچا جاسکتا ہے۔

IV. استاد عموماً کسی خاص رنگ میں رنگا ہوتا ہے تو وہ طلبہ کو بھی اس رنگ میں رنگتا ہے۔ اس کا مزاج اگر ادبی ہے تو ادبی رنگ چڑھاتا ہے۔ اس کا مزاج اگر کلامی ہے تو کلامی رنگ چڑھاتا ہے اس کا مزاج اگر فقہی ہے تو فقہی رنگ چڑھاتا ہے وغیرہ۔ گویا بچہ جامع رنگ اور قرآنی رنگ میں رنگنے کے بجائے ان رنگوں میں رنگ جاتا ہے۔ اس لئے استاد کے اندر وسعت نظری پیدا کرنا چاہئے اور تدریس قرآن کی تربیت دی جانی چاہئے۔

V. ترجمے کی باریکیوں پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ قرآن کی روح اور تعلیم منتقل کرنے پر کم توجہ ہوتی ہے۔

VI. اصول ترجمہ عموماً سکھائے نہیں جاتے بلکہ زیادہ زور لفظی ترجموں پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے عموماً ترجموں میں سلاست اور چاشنی نہیں ہوتی۔ اس کے اصول بھی ابتداء میں بتانے چاہئیں اور عملی تطبیق سکھانی چاہئے۔

دوسرے طریقہ میں درج ذیل نقائص پائے جاتے ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے۔

I. "نیم حکیم خطرہ جان" کے مصداق "نیم گرامر خطرہ زبان" کے مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ابتدائی شدبد سے اتنا بڑا معرکہ سر کر لینا ممکن نہیں۔ یہ حقیقت سب سے پہلے پڑھنے والوں کو سمجھنا اور سمجھانا چاہئے اور انہیں تکمیل کی راہ دکھانی چاہئے۔ ناقص معلومات کو کامل سمجھ کر الجھنے کا رویہ انتہائی خطرناک ہے جس کی مثالیں عموماً سامنے آتی رہتی ہیں اس لئے یا تو مکمل گرامر سکھایا جائے یا پھر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جائے۔

II. وضاحتی بیان چونکہ معلم کے مزاج کے مطابق ہوتا ہے اس لئے وہی خرابی در آتی ہے جو معلم کے اندر پائی جاتی ہے۔ اور سیکھنا وسکھانا صاف وشفاف نہیں رہتا۔ معلم اگر اہل حدیث مزاج کا ہے تو وہ رنگ چڑھتا ہے۔ تبلیغی مزاج کا ہے تو وہ رنگ چڑھتا ہے اور تحریکی مزاج کا ہے تو وہ رنگ غالب آتا ہے۔ وسعت نظری کے ساتھ اساتذہ کی تربیت کے بغیر اس مسئلہ پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔

III. اس ضمن میں ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالرحیم ڈائرکٹر انڈراسٹینڈنگ اکیڈمی حیدرآباد و سابق استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا مختصر کتابچہ "قرآن کو سمجھئے آسان طریقہ سے" شارٹ (مختصر مدتی) کورس بہت بہتر کوشش ہے اور طریقہ تدریس بھی مؤثر اپنایا گیا ہے۔

۳۔ تدریس قرآن کے مناہج:

قرآن کی تعلیمات کو نئی نسل تک منتقل کرنے کے لئے مختلف طریقے رائج ہیں۔

a. سب سے معروف طریقہ تو دینیات کی تعلیم کا ہے۔ لیکن اس میں خالص تعلیمات قرآن ہی نہیں ہوتیں بلکہ انسانی تجربات اور رجحانات کا بھی دخل ہوتا ہے، چنانچہ جتنی دینی تعلیم کی کتابیں ہیں ہر جگہ کوئی نہ کوئی چھاپ ضرور نظر آتی ہے۔ براہ راست صرف قرآن کی تعلیمات سکھائی جائیں اس کا اہتمام کم پایا جاتا ہے۔ حالانکہ عافیت اسی راہ کو اپنانے میں ہے۔

b. تفسیر قرآن اور دروس قرآن کا طریقہ مقبول خاص وعام ہے لیکن یہاں بھی آمیزش اور رجحانات کا دخل نظر آتا ہے جس کی قید سے عموماً ادارے اور اساتذہ آزاد نہیں ہیں۔

c. دورہ حدیث کی طرح "دورہ قرآن" کا بھی طریقہ کہیں کہیں اختیار کیا جارہا ہے۔ دورے کا طریقہ عمومی آگاہی کے لئے تو موزوں کہا جاسکتا ہے لیکن حصول ہدایت کے لئے موزوں نہیں۔ دورہ قرآن کا ایک طریقہ تو وہ ہے جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے متعارف کرایا تھا۔ لیکن ایک دوسرا طریقہ بھی رائج ہے جو الھدیٰ انسٹی ٹیوٹ آف کینڈا نے متعارف کرایا ہے۔ لیکچر کے ذریعہ تفہیم کرائی جاتی ہے اور سوال وجواب کے ذریعہ حل کراکر ذہن نشین کرایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ پہلے طریقے سے نسبتاً بہتر ہے۔ دھیرے دھیرے اب اسے قبول عام حاصل ہورہا ہے۔

d. اسی سے ملتی جلتی چیز ایک اور سامنے آئی ہے یعنی کوئز کے پیرائے میں قرآنی تعلیمات کو پیش کرنے کا۔ چنانچہ اس نہج پر ڈاکٹر ذوالفقار کاظم کی تیار کردہ "قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا" فرید بک ڈپو دہلی سے شائع ہوئی ہے، لیکن اس کا تجربہ وسیع پیمانے پر "فیروس ایجوکیشنل فاؤنڈیشن، ممبئی" کررہا ہے۔ مختلف سورتوں کو کوئز کے پیرائے میں ڈھال کر اسے یاد کرایا جاتا ہے اور مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ کوئز اور عم پارہ کوئز اس نے تیار کرائے ہیں دیگر سورتوں کی تیاری بھی جاری ہے۔ اس نئے انداز کو کافی پذیرائی مل رہی ہے اور تعلیمات قرآن کو عام کرنے کا بہترین وسیلہ ثابت ہورہا ہے۔ تعلیمات قرآن کو حالات پر منطبق کرکے پیش کرنے کا معاملہ انتہائی نازک اور مشکل ہے۔ کوئز کی شکل میں کسی نہ کسی

درجے میں اس کی بھی رعایت ممکن نظر آتی ہے۔

قرآن کی ابتدائی تعلیم کی سب سے بہتر شکل تو وہ ہے جو ان چاروں پہلوؤں کو محیط ہوتا کہ وقت کی بچت بھی ہو۔انتشار ذہن سے بھی بچا جاسکے اور جامع انداز میں بچے کی ضرورت کی تکمیل ہو جائے۔اس سمت میں اب تک کوئی پختہ کوشش سامنے نہیں آئی ہے جسے قبول عام حاصل ہو حالانکہ اس ضرورت کو سبھی محسوس کررہے ہیں جیسا کہ مختلف بیانات سے لگتا ہے۔چونکہ یہ ایک بڑااور مشکل کام ہے اس لئے کوئی جلدی ہمت نہیں جٹا پارہا ہے۔اس سلسلے کی دو کوششیں سامنے آئی ہیں پہلے ان کا جائزہ لے لیں پھر مطلوبہ کوشش کے خدوخال پر گفتگو کریں گے۔

۳،۱: سب سے پہلی کوشش اقرأ انٹرنیشنل ایجوکیشنل فاؤنڈیشن شکاگو،امریکہ کی ہے۔جس کی سربراہی عالمی شہرت یافتہ ماہر تعلیم ڈاکٹر عابداللہ غازی کررہے ہیں۔انہوں نے اپنے جدید نصاب میں ان تمام پہلوؤں کو سمونے کی کوشش کی ہے اور تجربات کررہے ہیں لیکن درج ذیل باتیں ابھی بھی قابل غور ہیں۔

- نصاب کا خاکہ اور ڈھانچہ طویل ہے جو عام بچوں کے بس کا روگ نہیں۔
- ترتیب دیا ہوا نصاب جدید تکنیک کے مطابق ہے لیکن عام لوگوں تک جدید تکنیک پہنچی نہیں ہے اور نہ ہی رسائی آسان ہے۔
- نصاب میں ہر چیز کو اسی تناسب سے جگہ دینا جو اسے ملنا چاہئے۔اس میں کمی نظر آتی ہے۔بعض پہلو ابھر گئے ہیں اور بعض پہلو دب گئے ہیں۔
- امریکی تعلیمی نظام اور ماحول کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے اس لئے یہاں کے احوال میں کہیں کہیں فٹ بیٹھتا نظر نہیں آتا۔ان تمام نقائص کے باوجود مجموعی حیثیت سے یہ نصاب موجودہ حالات میں بسا غنیمت ہے۔"[6]

۳،۲: دوسری کوشش مفتی پنجاب وسابق استاذ دارالعلوم دیوبند مولانا فضیل الرحمن ہلال عثمانی صاحب کی سامنے آئی ہے کتاب کا نام ہے"قاعدہ تعلیم القرآن"(تین حصّے) جس میں حروف شناسی کے ساتھ سادہ انداز میں تجوید کے

[6] Doctor Dr. Ash_Hd Rafeeq Nadvi, Nizaam Al-Quran," Quran Majeed Ki Ibtidayi Taleem Aik Jadeed Nisaab Aur Taknik Ka Taaruf" J, 12, Shumara 4, Utar Pardesh: Azam Garh, S, 46 Taa 53.

قواعد اور معانی کو سمجھانے کی بھی کوشش کی گئی ہے بلکہ تحریر کے ذریعہ ذہن نشین کرانے کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔اس طریقہ تعلیم کے تجربے کے لئے انہوں نے دیوبند میں ''مرکز الجلیل لتحفیظ القرآن'' کے نام سے ایک ادارہ بھی 15،اکتوبر 2009ء میں قائم کیا ہے۔اس منصوبے کے مطابق ابھی صرف تین کتابیں منظر عام پر آئی ہیں جنہیں دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بلاواسطہ ناظرہ و تجوید اور فہم کا راستہ کھولنے کی بہترین کوشش ہے۔البتہ تعلیمات قرآن کا عکس اس میں نظر نہیں آتا ہے شاید اگلے حصوں میں اس کا اہتمام والتزام کیا گیا ہو۔

۳۔۳: طریقہ المحاضرۃ:

لیکچر میتھڈ کو اپنانے والے کو لیکچرار کہتے ہیں اور یہ اتنا مشہور و معروف ہے کہ کالجز میں باقاعدہ لیکچرار کی سیٹ مقرر ہوتی ہے۔عیدین اور جمعہ کے خطبات اس طریقے کی مثالیں ہیں۔قرآن کریم نے لیکچر دینے کے طریقے کی بھی وضاحت کی ہے چنانچہ فرمایا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ [7]

ترجمہ:اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ اچھے طریقے اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان سے طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔

یہاں لیکچر میتھڈ کو کامیاب کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ جہاں جن لوگوں اور جن موقعوں کے لئے یہ مناسب ہو،وہاں بات کو کھول کر بیان کیا جائے تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو۔حضور ﷺ نے ذکر و تبین کا حق خود ادا کیا،کبھی دو انگلیوں کو آپس میں ملا کر ارشادات فرماتے اور کبھی الفاظ ٹھہر ٹھہر کر اس طرح ادا فرماتے کہ سننے والا اسے یاد کرلے،کبھی خاکہ بنا کر تشریح فرماتے اور کبھی تمثیل کے ذریعے وضاحت فرماتے۔

---

[7] Al-Quran 16: 125

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

۳،۱،۱: طریقہ المحاضرۃ کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- سبق کا تعارف اور اختتام لیکچر میتھڈ کے ذریعے کیا جائے۔
- وعظ و نصیحت اس میتھڈ کے ذریعے کی جائے۔
- کسی بھی مسابقتی امتحان کا رزلٹ اس میتھڈ کے ذریعے بیان کیا جائے۔

۳،۱،۲: نقائص:

لیکچر دینے کا طریقہ مشہور ہے اور زیادہ تر طلباء اس کے عادی ہیں۔ یہ ایک طویل عرصے سے استعمال میں ہے، جس سے لوگوں کو اس کے استعمال کا کئی سالوں کا تجربہ ملتا ہے۔ جہاں لیکچر کا طریقہ استعمال کرنے کے فوائد ہیں، وہیں اس طریقہ میں نقائص بھی ہیں جن پر آپ کو خود آزمانے سے پہلے غور کرنا چاہیے۔

- **موضوع پر معلومات:** لیکچر کا طریقہ استعمال کرنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ آپ کو اپنے مضمون کو اچھی طرح جاننا پڑے گا۔ آپ کو اس کی وضاحت اس طریقے سے کرنے کی ضرورت ہوگی جو طلباء کے لیے سمجھنا آسان ہو، خاص طور پر اگر ان کا پہلے سے اس میں کوئی پس منظر نہ ہو۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے ہیں، تو آپ اس کے بجائے کچھ اور آزمانا چاہیں گے۔
- **توجہ:** لیکچر کا طریقہ استعمال کرنے کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ طلباء کی توجہ کو برقرار رکھنا مشکل ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اسے تھوڑے وقت کے لیے کر سکیں، لیکن اگر آپ کے پاس ایک طویل لیکچر ہے، تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کے طلباء بور ہونے لگتے ہیں۔ اگر وہ توجہ نہیں دے رہے ہیں، تو وہ کچھ بھی نہیں سیکھیں گے۔ اس لیے آپ کو اپنے لیکچرز کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔
- **معلومات کو بھلایا جا سکتا ہے:** لیکچر کا طریقہ استعمال کرنے کا تیسرا نقصان یہ ہے کہ طلباء آپ کی بتائی ہوئی باتوں کو بھول سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ نوٹ نہ لیں، یا وہ آپ کے لیکچر کے دوران کسی اور چیز سے مشغول ہو جائیں۔ کسی بھی طرح سے، وہ آپ کی بات یاد نہیں رکھیں گے جب تک کہ آپ اسے کسی نہ کسی طرح دہرائیں۔
- **کمرہ جماعت میں سستی:** لیکچر کا طریقہ استعمال کرنے کا چوتھا نقصان یہ ہے کہ یہ طلباء کو سست بنا سکتا ہے۔ وہ سوچ سکتے ہیں کہ انہیں کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ آپ یہ سب کچھ ان کے لیے کر

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے جو آپ انہیں سکھا رہے ہیں، جس کا مطلب ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں سیکھیں گے۔

۳،۴: طریقہ التمثیل:

قرآن مجید اپنے مضمون کی وضاحت کے لئے مثالوں سے کام لیتا ہے۔ مثال ایک تصویر کی طرح ہوتی ہے
جس سے تفکر کے علاوہ دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ اس سے ایک غیر مرئی و مجرد چیز مقرون و مرئی سی بن جاتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ [8]

ترجمہ: بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر تو وہ جو ایمان لائے، وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور رہے کافر تو وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصد ہے، اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے فاسق لوگوں جو گمراہ کرتا ہے۔

۳،۴،۱ اسلوبِ التمثیل کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- عملی زندگی سے مثالیں دینا
- قابل فہم مثالیں دینا
- مثالیں دیتے ہوئے بچوں کی دلچسپی کا خیال رکھنا۔

۳،۴،۲ نقائص:

طلباء امتحانات یا امتحانات پر سوالات کے جوابات بغیر مشابہت کے ساتھ دے سکتے ہیں اس معنی پر غور کیے بغیر کہ اسے

---

[8] Al-Quran, 02 : 26

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

کلاس میں بیان کرتا تھا (مثال کے طور پر طالب علم اس سوال کا جواب دے سکتا ہے کہ "مائٹوکونڈریا کیا ہے؟""خلیہ کا پاورہاؤس" کے ساتھ)۔ اگرچہ یہ درست ہے، لیکن استاد مائٹوکونڈریا لفظ کی لغوی، سائنسی تعریف تلاش کر سکتا ہے۔

- تشبیہات طلباء کی کسی مخصوص تصور کو پوری طرح سمجھنے کی صلاحیتوں میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ تشبیہات صرف عنوانات کے بارے میں کچھ خاص معلومات فراہم کرتی ہیں، لیکن طلباء کو اس تصور کی گہری سمجھ حاصل کرنے کی ضرورت پڑسکتی۔
- اگر طلباء اپنی تشبیہات بناتے ہیں جس میں نامناسب موازنہ ہوتا ہے، تو یہ تصور کو سمجھنے کی ان کی صلاحیت میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔
- تشبیہات کا استعمال کچھ طالب علموں کے لیے غیر ضروری ہو سکتا ہے اگر وہ پہلے سے ہی تصور کو سمجھتے ہیں۔
- مشابہتیں ہر قسم کے سیکھنے والوں کے لیے کام نہیں کر سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، گریڈ لیول یا اس سے اوپر کی توقعات پر پورا اترنے والے طلباء کلاس میں نئے عنوانات متعارف کرواتے وقت مشابہتیں کارآمد پا سکتے ہیں۔ تاہم، مختلف سیکھنے کی معذوری کے حامل طلباء یہ نہیں سمجھ سکتے کہ مشابہتیں کیسے کام کرتی ہیں۔

۳،۵- طریقہ حل المشکلات:

طریقہ حل المشکلات کے تصور کچھ اس طرح قرآن کریم دیتا ہے۔

وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَى بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ[9]

ترجمہ: اور کیا تمہیں اس دعوے والوں کی خبر آئی جب وہ دیوار کود کر داؤد مسجد میں آئے جب وہ داؤد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا انہوں نے عرض کی ڈریے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں سچا فیصلہ فرمادیجئے اور خلافِ حق نہ کیجے اور ہمیں سیدھی راہ بتائے۔

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ

[9] Al-Quran, 38: 20

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا[10]

ترجمہ: وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے، تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا۔

۳،۵،۱- طریقہ حل المشکلات کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- بچوں کے مسائل کا اہمیت دینا۔
- بچوں کے مسائل کو ترجیح بنیادوں پر حل کرنا۔
- انبیاء کے قصص سے مثالیں دینا۔
- بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنا۔
- بچوں میں مایوسی کو ختم کرنا

۳،۵،۲- نقائص:

مسئلہ پر مبنی سیکھنے کے لیے بہت زیادہ وقت لگانے سے طلباء کے معیاری ٹیسٹ لینے پر مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس اعلیٰ اسکور حاصل کرنے کے لیے درکار علم کی وسعت نہ ہو۔ جہاں مسئلہ پر مبنی سیکھنے والے تعاون سے متعلق مہارتیں تیار کرتے ہیں اور اپنے استدلال کو جواز بناتے ہیں، بہت سے ٹیسٹ حقائق پر مبنی سیکھنے کو متعدد انتخاب اور مختصر جوابات کے سوالات کے ساتھ انعام دیتے ہیں۔ بہت سے فوائد کی پیشکش کے باوجود، اگر آپ مسئلہ پر مبنی سیکھنے کی سرگرمیاں بہت زیادہ باقاعدگی سے چلاتے ہیں تو آپ اس مسئلے کو پیدا ہونے والے کو دیکھ سکتے ہیں۔

- **طالب علم کی عدم تیاری:** مسئلہ پر مبنی سیکھنے کی مشقیں آپ کے بہت سے بچوں کو مشغول کر سکتی ہیں، لیکن دوسرے کئی وجوہات کی بنا پر اس قسم کی ورزش کو سنبھالنے کے لیے تیار نہ ہونے کے نتیجے میں خود کو منقطع محسوس کر سکتے ہیں۔ طبقے بہ طبقے اور سرگرمی بہ سرگرمی کی بنیاد پر، شرکت میں اس وجہ سے رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

---

[10] Al-Quran, 18 : 79

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

- **ناپختگی:** کچھ طلباء گروپ میں مؤثر طریقے سے کام کرنے، توقعات کو پورا نہ کرنے اور دوسرے طلباء کی توجہ ہٹانے کے لیے کافی پختگی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے ہیں۔
- **ناواقفیت:** کچھ بچے کھلے مسئلے کے تصور کو سمجھنے کے لیے جدوجہد کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ جوابات کے لیے آپ پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔
- **ضروری علم کی کمی:** اگرچہ سرگرمی کو ایک متعلقہ اور ٹھوس مسئلہ کو حل کرنا چاہئے، طلباء کو ایک مؤثر حل بنانے کے لئے نئی یا تجریدی معلومات کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ آپ کلاس روم کی فعال طور پر نگرانی کر کے اور مددگار وسائل کی تقسیم کے ذریعے ان مسائل کو جزوی طور پر کم کر سکتے ہیں، جیسے کہ پڑھنے کے لیے سوالات اور مضامین کی رہنمائی کرنا۔ اس سے طلباء کو توجہ مرکوز رکھنی چاہئے اور علمی خلا پر قابو پانے میں ان کی مدد کرنی چاہئے۔ لیکن اگر آپ ان چیلنجوں کا کثرت سے سامنا کرنے کی پیش گوئی کرتے ہیں، تو آپ مسئلہ پر مبنی سیکھنے کی مشقوں سے بچنے یا شاذونادر ہی متعارف کرانے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۳،۶- سوالیہ انداز:

سوال کرنے سے متعلم کی توجہ بیدار ہو جاتی ہے۔ وہ جواب کے متعلق سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر اس کے پاس جواب نہیں ہوتا تو استاد سے اس کا جواب سننے کے لئے مشتاق ہو جاتا ہے۔ پھر جب استاد اس سوال کا جواب دیتا ہے تو وہ طالب علم کے ذہن نشین ہو جاتا ہے قرآن مجید میں سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ[11]

اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

قرآن مجید میں سوال کرنے کے ذریعے بھی بات کو سمجھایا گیا ہے۔

[11] Al-Quran, 16: 43

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

الْقَارِعَةُ ﴿١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٣﴾

ترجمہ: قارعہ؟ یہ القاریہ کیا ہے؟اور آپ کو کیا معلوم القارعہ کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس، حسن بصری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی، علقمہ سوالات والا طریقہ استعمال کرتے تھے۔مسلمان مفکرین نے طریقہ سوال و جواب پر زور دیا ہے۔بدرالدین بن جماعہ اساتذہ کو درس کے بعد سوال وجواب کے اہتمام کی ترغیب دیتے۔ابن جوزی سوال وجواب کو بڑا ضروری سمجھتے تھے۔ابن خلدون نے مکالمہ اور سوال و جواب پر زور دیا ہے۔جس طرح فضول سوال کرنے سے قرآن مجید نے منع فرمایا ہے، اسی طرح کثرت سوالات سے بھی منع کیا گیا ہے سوالات واجبی ہونے چاہیں، خواہ استاد کی طرف سے ہوں یا شاگرد کی طرف سے اس سے تدریس مؤثر و کامیاب بنتی ہے۔[12]

۳،۶،۱- سوالیہ انداز کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- سوالیہ انداز بیاں سے کلاس کنڑول رہتی ہے۔
- سوالیہ انداز بیاں سے بچے توجہ سے پڑھتے ہیں۔
- سوالیہ انداز سے طلبا غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔
- سوالیہ انداز بیان سے سبق فورا یاد ہو جاتا ہے۔

۳،۶،۲- نقائص:

- اس طریقہ کا صحیح استعمال کرنے کے لیے استاد کی طرف سے بہت زیادہ مہارت درکار ہوتی ہے۔
- یہ کسی وقت کلاس کے ماحول کو خراب کر سکتا ہے۔
- یہ طریقہ عام طور پر ڈرپوک طلباء کے لیے کافی قابل قبول ہے۔
- یہ دقّت طلب ہے۔

قدیم طرقِ تدریس اپنے ادوار میں ایک حیثیت رکھتا تھا بلکہ اب بھی رکھتا ہے۔قرآن کریم کی تدریس انہی کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہے جس سے تفہیم بھی حاصل ہو جاتی ہے اور طلباء اس قابل بھی ہو جاتے ہیں کہ ان احکامات پر عمل

[12] Manzoor ahmad Sheikh aur dr Aqeel Ahmed, tadrees quran kareem ke qurani asaleeb, al Irfan, shashmahi Ilmi o tehqeeqi Mujalla , July 2021, Safha, 11 .

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

پیرا ہو سکیں۔ ایسے نظام کے تحت ایسے طلباء تیار ہوئے جنہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تدریس و تعلیم کے نت نئے طرق متعارف کروائے گئے جس میں استاد کے مرکزی کردار سے ایک طالب علم کے مرکزی کردار اور اسی طرح بہت سے پہلوؤں کو بدلا گیا۔ محض زبانی یاد کروانے، رٹہ لگا کر رٹانے، لیکچر دینے اور روائتی انداز میں تحقیق کروانے میں چند ایک نمایاں خامیاں، نقائص اور قابل اصلاح پہلوؤں کو سامنے لایا گیا اور مذکورہ طرق کو نئے طرق تدریس کے ساتھ بدلا گیا، جن کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

۴۔ تدریسِ قرآن کریم کے جدید اسالیب:

جدید طرقِ تدریس میں بھی بے شمار خامیاں ہیں جن کو علماء و مفکرین نے واضح کیا ہے۔ ان کی اصلاح پر بھی کام ہو رہا ہے اور ان کی بہتری کے لیے نئے نمونہ جات بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔ قرآن کریم کی تدریس بھی مراحل سے گزر کر قدیم طرق سے جدید کی طرف آ چکی ہے۔ اساتذہ و مدرسین ان کو اپنا بھی چکے ہیں لیکن چونکہ یہ بھی انسانی کام ہے جو قابل اصلاح اور نقائص سے پاک نہیں۔ اس لیے ان میں موجود خامیوں کو بھی دور کیا جاتا ہے۔ اگرچہ قرآن مجید کا اپنا معجزاتی اثر ہے۔ جس سے ایسے طلباء تیار ہوئے جنھوں نے زندگی کی ہر شعبہ میں کمال کے جواہر دکھائے اور تاریخ رقم کی۔ ان کی تدریس کا طریقہ وہی تھا جو آج کے دن فرسودہ نظام کہا جاتا ہے۔ ان کی یہ سوچ کسی حد تک درست بھی ہے کیوں کہ تدریس کے لیے نصاب، امدادی مواد اور طریقہ تدریس وقت کے ساتھ ساتھ بدلنا یا اس کی تجدید ہونی چاہیے۔ اس سے طلباء کی تفہیم اور ان کی حاصل کرنے کے صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہاں ہم جدید تدریس طرق جو قرآن مجید کی تعلیم و تعلم کے لیے استعمال ہوتے ہیں ان کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔

۴،۱۔ اسلوبِ تسہیل:

تجربہ شاہد ہے کہ کلاس کتنی ہی اعلیٰ عقلی استعداد کیوں نہ رکھتی ہو، سادہ زبان کا اثر بہت بہتر ہوتا ہے اور اس سے تدریس زیادہ کامیاب رہتی ہے۔ آسان سے مشکل کی طرف جانا ایک اہم اسلوب ہے، قرآن مجید کی موجودہ ترتیب جو کہ توفیقی ہے، اس سے بھی طریقہ تدریس کے بارے میں یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ طلباء کو آسان سے مشکل کی طرف لے جایا جائے۔ شروع شروع کی سورتوں کی عبارت آسان مگر آخری سورتوں کی عبارت مشکل اور زبان آوری کا شاہکار ہے

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

تعلیم و تعلم کے لیے قرآن مجید کا انداز اور عبارت انتہائی سادہ اور سہل ہے۔قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ [13]

بے شک ہم نے قرآن مجید کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے۔

آسان سے مشکل کی طرف جانے کے اسلوب کو شراب کی حرمت سے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔پہلے یہ حکم دیا گیا

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ [14]

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔

پہلے مرحلے میں اس کو بہت بڑا گناہ کہا گیا لیکن اُن کی نفسیات کو کنڑول کرنے کے لئے اور آسانی کے لئے فرمایا گیا اگرچہ اس میں دنیاوی منافع ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے منافع سے زیادہ ہے پھر فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى [15]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔

اس آیت میں بظاہر شراب کا ذکر نہیں ہے لیکن انتہائی آسانی کے ساتھ ایک اُصول "سکر (نشہ آور چیز)" کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ جب تم نماز جیسی اہم عبادت کے لئے کھڑے ہو تو نشے کی حالت میں نہ ہو اور ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ نشہ ایک ایسی کیفیت ہے جس میں انسان اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتا اور ظاہر ہے کہ ایسا نشہ "خمر (شراب)" میں بھی موجود ہوتا ہے لہذا اگر آپ اس "سکر (نشہ آور چیز)" کو بطورِ اُصول لے لیں تو ان میں "خمر (شراب)" اپنے آپ داخل ہو جائے گی۔اس حکم کے بعد مؤمنین کو شراب سے نفرت ہونا شروع ہو گئی۔کیونکہ اس کے ساتھ

[13] Al-Quran, 17:54
[14] Al-Quran, 02: 19
[15] Al-Quran, 04: 43

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ جب ذہن سازی کی گئی تو پھر شراب کی حرمت کا یوں حکم دیا۔

اللہ نے سب سے پہلے شراب اور جوئے کے "اثم کبیر (بہت بڑا گناہ)" ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کے بعد اس کے کچھ دنیاوی فوائد کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے لیکن اصل بات جو اللہ اس آیت مبارکہ کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں واضح کرنا چاہتے ہیں وہ ہے اس کا گناہ جو دنیاوی منفعت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ پھر دوسری آیت میں نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا اور پھر ذہن سازی کے بعد حرمت شراب کا حتمی حکم دے دیا گیا۔ اس کے ذریعے قرآن کریم نے آسان سے مشکل کا اسلوب سکھایا۔

۱،۱،۴۔ "اسلوبِ تسہیل" کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- سبق شروع کرنے سے پہلے سبق کی اہمیت اس انداز سے بیان نہ کریں کہ بچے سبق کو مشکل سمجھنا شروع کر دیں۔
- سبق شروع کرنے سے پہلے یہ بات ضرور کریں کہ "آج کا سبق بڑا ہی آسان ہے"
- دروان لیکچر بچوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مشکل الفاظ بولنے سے پرہیز کیا جائے۔
- خوشگوار، ہوادار اور روشن کلاس روم کا انتخاب کیا جائے تا کہ بچے آسانی کے ساتھ علم حاصل کر سکیں۔
- بیٹھنے کا انتظام (sitting arrangement) اتنا آسان ہو کہ بچے کلاس روم میں سکون محسوس کریں۔
- وائٹ بورڈ اور سکرین کا سائز اور سمت ایسی ہو کہ بچہ آسانی سے دیکھ اور سمجھ سکے۔

۲،۱،۴۔ نقائص:

- بہت سے بچے ماحول اور استاد کی بے جا نرمی سے فائدہ اٹھا کر کام نہیں کرتے۔
- اگر آسانی کی طرف ہی لایا جائے گا تو نشو نما پر فرق پڑے گا اور طلباء ناموزوں حالات سے نمٹنے سے خوف محسوس کریں گے۔
- اگر مشکل الفاظ نہیں بولیں گے تو طلباء سوالات نہیں کر پائیں گے۔
- کلاس روم کا ماحول زیادہ آرام دہ کرنے سے طلباء سست روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

۴،۲- اختصار:

قرآن مجید میں تفصیلات کو سمجھانے کا انداز مختصر ہے، چھوٹی چھوٹی آیات اور چھوٹی چھوٹی سورتوں کے ذریعے آسانی سے سمجھ آنے والا کلام قرآن کریم ہے، اور یہ ایجاز بھی قرآن کریم کا اعجاز ہے۔ بڑی بڑی سورتوں کو آیات کے ذریعے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور آیات کو بھی رموز او قاف کے ذریعے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تاکہ کلام الہیٰ آسان فہم ہو۔ مثلاً سورۃ البلد کی کل بیس آیات ہیں۔ "جہاں ایک بہت بڑے مضمون کو چند مختصر جملوں میں سمیٹ دیا گیا ہے۔ نہ صرف پوا نظریہ حیات اس میں شامل ہے بلکہ انسان اور دنیا کا تعلق بھی اس میں بیان ہوا ہے یوں قرآن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تدریسی حکمت عملی میں اختصا کا طریقہ اپنایا جانا چاہیے"۔[16]

۴،۲،۱- اسلوبِ "اختصار" کا کلاس روم میں عملی استعمال

- لیکچر کی منصوبہ بندی اس طریقے سے کریں کہ الفاظ مختصر مگر جامع ہوں۔
- سبق کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کریں۔
- ہر کنسیپٹ کو سنتے جائیں۔
- تھوڑا تھوڑا سبق تمام بچوں سے سنیں۔
- کم ذہن بچوں سے آسان سبق سنیں
- ترتیب توڑ کر سنیں۔
- ہر حال میں شاباش دے کر حوصلہ افزائی کریں۔

۴،۲،۲- نقائص:

مائیکرو ٹیچنگ اپنی خرابیوں کے ساتھ آتی ہے۔ اگر صحیح منصوبہ بندی نہیں کی گئی ہے، تو یہ غیر متعلقہ تصورات کو پہنچا

[16] Manzoor Ahmad Sheikh aur Dr. Aqeel Ahmed, tadrees quran kareem ke qurani Asaleeb, Al Irfan, Shashmahi Ilmi o Tehqeeqi Mujalla, July 2021, Safha, 05.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

سکتا ہے۔ مائیکر و ٹیچنگ سیشنز میں لاگو کی جانے والی تکنیک طلباء کے ایک بڑے گروپ کو سنبھالنے کے دوران کچھ حالات میں ناکام ہوسکتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ تربیتی پروگرام مجموعی طور پر وقت طلب ہے کیونکہ متعدد چکروں کو دہرایا جاتا ہے۔ کچھ معاملات میں، مائیکر و ٹیچنگ استاد کی تخلیقی صلاحیتوں کو کم کر سکتی ہے۔ اگرچہ مائیکر و ٹیچنگ کچھ مہارتوں میں مہارت حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے، لیکن اسے تمام تدریسی مہارتوں کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا: صرف بنیادی مہارتیں جیسے سوال کرنا اور سمجھانا تیار کیا جا سکتا ہے۔

- تربیتی پروگرام وقت طلب ہے اور بعض اوقات مہنگا بھی ہو سکتا ہے۔
- اس ہنر میں ذاتی نوعیت کی تعلیم پر زور نہیں دیا جاتا ہے۔
- نصاب عام طور پر اساتذہ کی ترقی پر توجہ مرکوز کرتا ہے اور کبھی کبھار طلباء کی سماجی-جذباتی ترقی کو نظر انداز کرتا ہے۔

۳،۴- تکرار:

تکرار بھی قرآن مجید کے اسلوب تعلیم کا ایک حصہ ہے۔ قرآن مجید میں کئی اہم مضامین میں تکرار کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مختلف مواقع پر بار بار ایک جیسے حالات آتے رہے۔ لہذا ان حالات کی مناسبت میں بار بار ایک ہی جیسے موضوع کے خطبات قرآنیہ ارشاد ہوتے رہے۔ تکرار سے معمولی ذہانت والے طالب علم کو بہت فائدہ ہوتا ہے اور اسے سبق یاد ہو جاتا ہے۔

ایک ماہر تعلیم کسٹن تکرار کے بارے میں یوں کہتا ہے:

> "According to Caxton, (2000) "drill is exercise in which a body of men is taught to act in perfect unison, either for physical development or for the execution of various movements, at various paces and in various formations- a particular task".[17]

[17] Caxton, Indoctrination to M.Ed Philosophy European Journal of Business and Management. Last modified August 20, 2023, www.iiste.orgclass. University of Jos, Nigeria.2000.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

مزید براں اگر مواد مشکل ہو تو اچھے ذہن والوں کو بھی تکرار کے ساتھ پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

مشہور قول ہے: "الکلام اذا تکرر تقرر" جب کسی بھی کلام کو بار بار دہرایا جاتا ہے تو اس میں پختگی آتی ہے۔

تکرار کے حوالہ سے جدید ماہرین تعلیم کی رائے بھی ملاحظہ کریں۔

> "Sa'ad (2009), Lewis (2013) and Muhammad (2015) were of the opinion that drill has the following good sides or advantages: It ensures perfection of skills. It makes learning more permanent as it is made habit at heart and practical in limbs by doing. In most times, it's interesting۔It allows learners to learn by themselves. It holds what has already been grasped۔Reinforcement is present in drill."[18]

عموماً تکرار میں فطین طلباء بوریت محسوس کرتے ہیں مگر قرآن مجید کا تکرار ایسا نہیں ہے کہ جس سے فطین طلبا اکتا جائیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے تکرار میں تنوع ہے، یعنی موضوع مضمون اگرچہ ایک ہی ہوتا ہے، تاہم اس کے لئے الفاظ اور انداز بیان میں جدت ہوتی ہے۔

۱،۳،۴۔ اسلوبِ تکرار کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- مختلف بچوں سے سن کر سبق کا تکرار کروائیں۔
- بچوں کے مختلف گروپ بنائیں اور ان کو کہیں کہ ایک دوسرے کو سنائیں۔
- اس سبق کو بچے لکھ کر لائیں۔
- گھر میں اس سبق کو بار بار پڑھیں۔
- سبق کو والدین کو سنا کر شاباش لیں۔

[18] Vanessa Lewis, *The Advantages and Disadvantages of Practice and Drills in Teaching*, The Advantages and Disadvantages of Practice and Drills in Tea,2013. Last modified August 30, 2023, https://classroom.synonym.com/advantages-disadvantages-practice-drills-teaching-8716462.html

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

۴،۳،۴۔ نقائص:

جو طلباء صرف مشقوں کے ذریعے سیکھتے ہیں وہ مشق مشقوں سے مشغول اور بور ہو سکتے ہیں، خاص طور پر اگروہ پہلے سے ہی مہارت حاصل کر چکے ہوں۔ ہر طالب علم کے موضوع سے متعلق علم کا مظاہرہ کرنے کے بعد، مہارت کو برقرار رکھنے کے لیے مشقوں اور مشقوں کو کبھی کبھار استعمال کیا جانا چاہیے۔

ہو سکتا ہے کہ طلباء امتحان دینے کے لیے صرف یاد رکھنے پر انحصار کر رہے ہوں، لیکن وہ واقعی مواد کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھ رہے ہیں۔ اگر سیکھنا بہت زیادہ قابل قیاس ہو جاتا ہے، تو ہو سکتا ہے کہ طلباء ان مہارتوں کے بارے میں واضح معلومات حاصل نہ کر پائیں جن میں انہیں مہارت حاصل کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ صرف مواد کو حفظ کر رہے ہوں اور یہ بعد میں ان کے لیے زیادہ پیچیدہ کاموں کو پورا کرنے اور مزید جدید اسباق سیکھنے کی کوشش میں مسائل پیدا کر سکتا ہے۔

۴،۴۔ تحقیقی اسلوبِ تدریس:

ریسرچ کے ذریعے حاصل کیا گیا علم پختہ ہوتا ہے جدید طریقہ تعلیم میں آرٹیکلز، مقالہ جات اور اسائنمنٹس اس کی مثالیں ہیں۔ قرآن کریم نے بھی اس اسلوب کی طرف اس طرح رہنمائی کی ہے

فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ فَسۡـَٔلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ ۚ لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ [19]

۴،۴،۱۔ تحقیقی اسلوبِ تدریس کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- لائبریری میں تحقیق کرنے کے لئے ایک پیریڈ مختص کیا جائے۔
- کمپیوٹر لیب میں نیٹ کے ذریعے بچوں کو تحقیق کرنے کا کہا جائے۔
- بچوں اس بات پر ابھارا جائے کہ بغیر تحقیق کے دوسروں کو کوئی بات نہ بتائی جائے۔
- بچوں کو کلاس میں سوالات کرنے کی ترغیب دی جائے۔

[19] Al-Quran, 10: 94

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

۲،۴،۴۔ نقائص:

ہم وضاحتی تحقیق سے وجہ اور اثر کے تعلق کا تعین نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی طالب علم کسی خاص سیکھنے کی حکمت عملی کے ساتھ مشغول ہونے کے بارے میں بات کرتا ہے، اور پھر اس کے بارے میں گہرائی سے اکاؤنٹ فراہم کرتا ہے کہ وہ کیوں سوچتے ہیں کہ اس سے انہیں سیکھنے میں مدد ملی، تو ہم یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے کہ اس حکمت عملی سے طالب علم کو سیکھنے میں مدد ملی ہے۔

ہمیں اس قسم کی تحقیق میں رد عمل سے بھی بہت محتاط رہنا ہوگا۔ بعض اوقات، لوگ (اور جانور بھی) اپنے رویے کو تبدیل کرتے ہیں اگر وہ جانتے ہیں کہ ان کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح، سروے میں ہمیں شرکاء کے جوابات فراہم کرنے کے بارے میں فکر مند ہونا پڑتا ہے جو مطلوبہ یا سماجی اصولوں کے مطابق سمجھے جاتے ہیں۔ (مثال کے طور پر، اگر کسی والدین سے پوچھا جائے، "کیا آپ نے اپنے بچے کے ساتھ حاملہ ہونے کے دوران کبھی سگریٹ نوشی کی ہے؟" ہمیں والدین کے بارے میں "نہیں، کبھی نہیں" کہنے کی فکر کرنی ہوگی کیونکہ یہ زیادہ مطلوبہ جواب ہے، یا وہ جو سماجی اصولوں کے مطابق ہے۔

۴،۵۔ بحث و مباحثہ:

بحث و مباحثے کے ساتھ طلباء اچھے طریقے سے سمجھ پاتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کا بھی طریقہ بیان کیا ہے

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ[20]

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ اچھے طریقے اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو"

[20] Al-Quran, 16: 125

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

۴،۵،۱- بحث ومباحثے کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- کلاس میں گروپ بنا کر کسی بھی موضوع پر بحث و مباحثہ کرایا جائے
- بحث و مباحثے کو مقابلے کی طرز پر منعقد کرایا جائے
- یہ تلقین کی جائے کہ کسی بھی قسم کے تشدد و تعصب سے گریز کیا جائے
- بحث و مباحثہ میں فرقہ واریت سے پرہیز کیا جائے

۴،۵،۲- نقائص:

بحث کے طریقہ کار کے نقائص ذیل ہیں۔

- **وقت گزاری:** یہ ایک وقت طلب طریقہ ہے کیونکہ تمام طلباء نے بحث میں حصہ لیا۔
- **اجارہ داری:** اس بات کا امکان ہے کہ کچھ طلباء بحث پر حاوی ہو جائیں اور دوسرے طلباء اس میں حصہ لینے میں ناکام رہیں۔
- **غیر ضروری بحث:** اگر بات چیت قواعد کے مطابق نہیں کی جاتی ہے، تو یہ بے مقصد گفتگو کا باعث بن سکتی ہے، اور اس بات کے امکانات ہیں کہ بات چیت راستے سے ہٹ جائے۔
- **کم گنجائش:** یہ طریقہ تمام مضامین جیسے ریاضی وغیرہ کے لیے مفید نہیں ہے۔
- **جونیئر کلاسز کے لیے موزوں نہیں:** یہ طریقہ ثانوی کلاسوں کے لیے موزوں نہیں ہے لیکن اعلیٰ کلاسوں کے لیے موزوں ہے۔

۴،۶- گروہی اسلوب تدریس:

آج کی جدید دنیا میں چھوٹے چھوٹے گروپ بنا کر طلباء کو غور و فکر اور بحث کا موقع دینا بہت ہی اہم اسلوب تعلیم ہے۔ قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی اسلوب کی طرف راہنمائی کر دی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ[21]

۴،۶،۱- گروہی اسلوب تدریس کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- کلاس میں گروپ بنا کر بچوں کی مختلف سرگرمیاں دی جائیں۔
- مختلف گروپس کے درمیان مقابلہ جات کروائے جائیں۔
- گروپس بناتے وقت بچوں کی ذہنی ہم آہنگی کا خیال رکھا جائے،
- گروپس بناتے وقت بچوں کی ذہنی سطح اور نفسیات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے

۴،۶،۲- نقائص:

ٹیم کی تعمیر بہت سے فوائد پیش کرتی ہے، لیکن غور کرنے کے لئے کئی نقائص کے ساتھ بھی آتا ہے۔

- **وقت کی پابندی:** مؤثر ٹیم کی تعمیر پیشہ ورانہ مہارتیں سکھاتی ہے اور تعلقات کو مضبوط کرتی ہے، لیکن یہ فوری نہیں ہے۔ کسی بھی قابل قدر چیز میں وقت لگتا ہے، ٹیم بلڈنگ بھی شامل ہے۔ ٹیم کی تعمیر نہ کرنے کی ایک اہم وجہ وقت کی کمی ہے۔
- **لاگت پر غور کرنا:** وقت پیسہ ہے، اور ٹیم بنانے میں وقت لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر آپ مفت سرگرمیوں کا انتخاب کرتے ہیں، تب بھی آپ کے پاس وقت کے لیے پے رول پر غور ہے۔ اگر آپ مفت ٹیم بنانے کی سرگرمیاں گھڑی سے کرتے ہیں، تو ہو سکتا ہے آپ کو حاضری کی ضرورت نہ ہو..اگر آپ ٹیم کی تعمیر پر کوئی رقم خرچ نہیں کرتے ہیں، تو آپ اپنی ٹیم کو یہ پیغام بھیج سکتے ہیں کہ آپ ملازمین کی بہتری کو اہمیت نہیں دیتے۔
- **کوشش اور تکرار کے تقاضے:** پیداواری صلاحیت میں اضافہ، باہمی تعامل میں بہتری، اور ملازمین کے ٹرن اوور میں کمی جیسے فوائد کے ساتھ، ٹیم کی تعمیر کی سرگرمیوں کا معاوضہ بہت اچھا ہو سکتا ہے، لیکن ان نتائج کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ جب کہ آپ اپنی اگلی ٹیم کال کے لیے "دو سچائی اور ایک۔ ٹیم کی تعمیر کے نقصانات میں سے ایک یہ ہے کہ فوائد کے دیرپا ہونے کے لیے، آپ کو مسلسل عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی زبان یا کسی آلے یا کھیل کی طرح، آپ کی ٹیم کو زنگ آلود ہونے سے بچنے کے لیے ٹیم بنانے

[21] Al-Quran, 46: 34

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

کی مہارتوں کی مشق کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، چونکہ ٹیم کے اراکین وقت کے ساتھ بدل سکتے ہیں، اس لیے آپ کی ٹیم کے تعلقات کی پیشرفت ہمیشہ لکیری نہیں ہو گی۔

۴،۷- تجربے کے ذریعے تعلیم:

تجربات کے ذریعے تعلیم و تعلم بہت ہی موثر اسلوب ہے اس اسلوب کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبۡحَثُ فِى الۡاَرۡضِ لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ يُوَارِىۡ سَوۡءَةَ اَخِيۡهِ‌ ؕ قَالَ يٰوَيۡلَتٰٓى
اَعَجَزۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوۡءَةَ اَخِىۡ‌ ۚ فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ[22]

تو اللہ نے ایک کوا بھیجا کہ زمین کریدے تاکہ اسے دکھائے کیسے اپنے بھائی کی لاش چھپائے، بولا ائے خرابی میں اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا۔

تجربات کے ذریعے تعلم کو جدید ماہرین تعلیم بھی خوب پسند کرتے ہیں سلوا کہتا ہے۔

> "We understand once experimentation is developed along with contextualization, which takes into accounting socio-cultural and economic aspects of the student's life, the learning outcomes may be more effective."[23]

۴،۷،۱- تجربے کے ذریعے تعلیم کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- کلاس میں عملا تجربات کروائے جائیں۔
- کلاس میں وضو کا عملا طریقہ بتایا جائے
- کلاس میں عملی تعلیم کو ترجیح دی جائے

---

22 Al-Quran, 05: 31

23 diogo silva, dornfeld, carolina buso. group dynamics in biology classes: amotivational proposal for learning. ilha solteira, são paulo: journal enseñanza electronics delas ciencias vol 15, no. 1, p. 147-166, 2016.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

۴،۷،۲- نقائص

- تجربہ مہنگا پڑ سکتا ہے
- تجربہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔
- ماحول کو قابو کرنا انسان کے بس میں نہیں۔

۴،۸- حوصلہ افزائی کا اسلوب:

قرآن کریم نے حوصلہ افزائی کا اسلوب بھی اپنایا ہے

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا [24]

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جان اجوان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

بہت سارے جدید مفکرین جیسے آدم، ایلڈ فر، چیپ مین اور وائٹ نے بھی اس اسلوب کو سراہا ہے۔

> "Emotions, relationships, motivation, and rewards are vital in job satisfaction and performance."[25]

۴،۸،۱- حوصلہ افزائی کا اسلوب کا کلاس روم میں عملی استعمال:

- کلاس میں حوصلہ افزائی کی فضا پیدا کریں۔
- سبق نہ سنانے والے بچے سے آسان سبق سن کر حوصلہ افزائی کریں۔

---

[24] Al-Quran, 18: 48

[25] J. S Adams, *Inequity in social exchange,* Advances in Experimental Social Psychology, *Existence, relatedness, and growth: Human needs in organizational Settings*. (New York, New York: The Free Press, 1965), 335-343.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

- چھوٹے چھوٹے انعامات کا اہتمام کریں
- ہیڈ ماسٹر یا کسی بھی ٹیچر کو بلا کر انعامات دلوائیں
- دوسروں کے سامنے بچوں کی تعریف کریں
- بچوں کی عدم موجودگی میں والدین کو شکایات دیں
- بچوں کی موجودگی میں والدین کے سامنے تعریف کریں۔

۴،۸،۲- نقائص:

- حوصلہ افزائی کے لیے میرٹ کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے۔
- انتظامیہ تعصب کا شکار ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ اپنا حصہ لینے کے لیے نااہل کو آگے لے آتے ہیں۔
- بچے سست روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۴،۹- تدریس کے لئے سیر و سفر:

قرآن مجید نے تعلیم کے لئے سیر و سفر کا حکم بھی دیا ہے۔ مثلا کہہ دیجیے کہ تم زمیں پر سیر کرو اور جھٹلانے والوں کا انجام دیکھو، تو معلوم ہوا کہ تعلیمی سیر میں خوش گپیوں کی بجائے اقوام عالم کی تاریخ سمجھنے اور عبرت حاصل کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اقوام کے عروج وزوال کے اسباب معلوم کرنے میں اس کو ذریعہ بنانا چاہیے

سیر و سفر کے اسلوب کو بیان کرنے کے لئے اللہ نے حضرت موسیٰ اور خضر کا واقع بیان کیا

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَ مَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[26]

قرآن مجید سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ معلم شاگردوں سے ایسا کام کروائے جس سے وہ خوٗد علم حاصل کرنے کے قابل

[26] Al-Quran 18: 65

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

ہو جائے، مقصد یہ ہے کہ شاگرد اندھوں کی طرح استاد لاٹھی کا سہارا لینے کے عادی نہ بن جائے اس لئے قرآن مجید بتاتا ہے کہ زمین میں سفر کرتے ہوئے لوگوں کے انجام کو خود اپنی نگاہوں سے دیکھو مشاہدہ کرو اسی طرح قرآن مجید نے صرف مشاہدہ پر ہی زور نہیں دیا بللکہ چشم و گوش کے ساتھ قلوب واذہان کو استعمال کرنے پر بھی زور دیا ہے تاکہ عقل و فکر کی صلاحیت کو جالے۔اس طرح کسی جگہ جا کر علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنے کی بھی قرآن مجید نے تلقین کی ہے اور باہر نکل کر دعوت و تلقین کا کام کرنے والوں کو بہتریں امت کہا ہے۔

لبری کے مطابق:

> Practices of strategic deceit, the tactical use of withholding information and making conscious decisions about limiting who will read about the study's findings can follow the insider participant observer in the community long after an outsider has moved on to other research projects. These are risks that should be negotiated and carefully calculated by the insider participant observer before the study begins.[27]

۴،۹،۱- نقائص:

- یہ ایک مہنگا پراجیکٹ ہے۔
- طلباء کا نقصان بھی ہو جاتا ہے۔
- کلاس روم سے باہر کی سر گرمیوں کو قابو کرنا مشکل ہے۔

۴،۱۰- قصص:

انسان کی نفسیات ہے کہ وہ قصے سننے میں دلچسپی محسوس کرتا ہے،اس کی توجہ قائم رہتی ہے اور وہ آمادگی سے سنتا ہے لہذا قرآن مجید بھی قصے بیان کرتے وقت ان باتوں پر زور دیتا ہے

---

[27] R V Labaree, The risk of "Going Observationalist": Negotiating the hidden dilemmas of being an insider participant observer. *Qualitative Research, 2*(1)2002, 97–122

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

الف- سبق سیکھنے پر زور دیتا ہے

ب- غیر ضروری تفاصیل سے پرہیز کرتا ہے

ج- یہ واقعے عبرت اور نصیحت کا ذریعہ ہیں

غزوہ بدر کے واقعہ کے بعد فرمایا۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ[28]

ترجمہ: بیشک تمہارے لئے نشانی تھی دو گرہوں میں جو آپس میں لڑ پڑے ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دگنا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے بیشک عقلمندوں کے لئے ضرور دیکھ کر دیکھنا ہے۔ سبق آموز قصوں سے طلباء میں احساس بیدار ہوتا ہے۔

۴،۱۰،۱- نقائص

- بعض دفعہ کہانیاں جھوٹ اور ماوراء عقل ہوتی ہیں جو طلباء کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔
- وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔
- طلباء سست روی اور اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۴،۱۱- کل جسمانی جوابی طریقہ:

یہ تدریسی حکمت عملی پہلی بار 1969 میں نفسیات کے پروفیسر ڈاکٹر نے متعارف کرایا تھا۔ جیمز جے عاشر عاشر کے مطابق، یہ تکنیک اس بات پر مبنی ہے کہ بچے اپنی پہلی زبان کیسے سیکھتے ہیں اور طلباء کو جلد سے شناخت کرنے اور نئی الفاظ کے معنی کو یاد رکھنے میں مدد کے لئے ڈیزائن کیا گیا تھا، کل جسمانی جوابی طریقہ (TPR) زبان کی تعلیم کا ایک

[28] Al-Quran, 03: 13

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

طریقہ ہے جو تقریر اور عمل کے تال میل کے ارد گرد بنایا گیا ہے۔ یہ جسمانی (موٹر) سرگرمی کے ذریعے زبان سکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ایک تدریسی حکمت عملی جو فہم نقطہ نظر کی پیروی کرتی ہے، ایک ایسا نقطہ نظر جو زبان بولنے کی بجائے سمجھنے پر زور دیتا ہے۔ٹی پی آر میں عام طور پر ایک استاد شامل ہوتا ہے جس میں نئے الفاظ متعارف کروائے جاتے ہیں، ہدایات دیتے ہیں، یا جسمانی حرکت کے ساتھ ہدف کی زبان میں سوالات پوچھتے ہیں، اور طلباء اس تحریک کو دہراتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آپ طالب علم کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آپ کو دکھائیں، اپنی انگلیوں سے دل بنائیں تاکہ اس طرح دکھائے، اور پڑھنے کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں سے ایک کتاب بنائیں۔ اب، طالب علم کو اس بات کا بہتر اندازہ ہے کہ ان سے کیا پوچھا جا رہا ہے اور وہ بڑے انگوٹھوں کے ساتھ جواب دے سکتے ہیں۔ یہ کل جسمانی رد عمل کی ایک مثال ہے۔

۱،۱۱،۴- نقائص:

جو طالب علم اس طرح کی چیزوں کے عادی نہیں ہیں انہیں یہ شرمناک معلوم ہو سکتا ہے۔ ابتدائی طور پر ایسا ہو سکتا ہے لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ اگر استاد اعمال کو انجام دینے کے لیے تیار ہو تو طلبہ نقل کرنے میں زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلباء گروپوں میں ہیں اور انہیں پوری کلاس کے لیے پرفارم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خوشی استاد کے لیے مخصوص ہے۔ یہ صرف ابتدائی سطحوں کے لیے واقعی موزوں ہے۔

جب کہ یہ واضح ہے کہ یہ نچلی سطح پر کہیں زیادہ کارآمد ہے کیونکہ ہدف کی زبان خود کو اس طرح کی سرگرمیوں کے لیے قرض دیتی ہے میں نے اسے انٹرمیڈیٹ اور ایڈوانسڈ لیول کے ساتھ کامیابی سے استعمال کیا ہے۔ آپ کو زبان کو اس کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

مثال کے طور پر، اس نے مجھے ایک اعلی درجے کی کلاس کو 'چلنے کے طریقے' (ٹھوکر، لڑکھڑانا، ٹپٹو) سکھانے میں مدد کی اور انٹرمیڈیٹ طلباء کو کھانا پکانے کے فعل (ہلچل، ہلچل، گریٹ) سکھانے میں میری مدد کی۔

آپ اس کے ساتھ سب کچھ نہیں سکھا سکتے اور اگر بہت زیادہ استعمال کیا جائے تو یہ بار بار ہو جائے گا۔ میں اس سے پوری طرح متفق ہوں لیکن یہ دوسرے طریقوں اور تکنیکوں کے ساتھ استعمال ہونے والے سبق کی حرکیات اور رفتار کو تبدیل کرنے کا ایک کامیاب اور پرلطف طریقہ ہو سکتا ہے۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

۴،۱۲- کل جسمانی تعامل طریقہ:

تدریس یا تعلیم قرآن کے لیے بہت سے نئے اور جدید طریقہ ہائے تدریس اختیار کیے جا چکے ہیں۔ جن میں قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے ایک جدید انداز ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالرحیم کا وضع کردہ (TPI) اسلوب ہے۔ اس میں قرآن کریم میں مستعمل ضمائر متصلہ و منفصلہ کو مکمل جسمانی تعامل یعنی (Total Physical Interaction) کے ذریعے سے یاد کروایا جاتا ہے جس میں پورے وجود کا استعمال کروایا جاتا ہے، یعنی آنکھوں سے دیکھیں، کانوں سے سنیں، منہ سے بولیں، دماغ سے سوچیں اور ہاتھ سے اشارہ کریں۔

۴،۱۲،۱- نقائص

- یہ جامع طریقہ کے لئے ڈیزائن نہیں کیا گیا ہے. یہ ایک مکمل طریقہ کے بجائے خیالات کے ایک سیٹ کی نمائندگی کرتا ہے۔
- جیسے جیسے طلباء مزید ترقی کرتے ہیں، دوسرے حکم دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ تازہ مردوں اور سوفوموروں کے لیے سب سے زیادہ مفید ہے۔
- درستگی پر بہت کم زور۔
- طلباء شرمندگی محسوس کر سکتے ہیں۔
- یہ بہت دہرایا جا سکتا ہے۔

۴،۱۳- رنگوں کا استعمال:

قرآن مجید کی عبارت کو عام فہم اور آسان انداز میں متعارف کروانے میں ایک نام مولانا سید شبیر احمد کا بھی ہے۔ انہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر قرآن آسان تحریک کی بنیاد رکھی جس کا بنیادی مقصد قرآن مجید کو آسان انداز میں مرتب کر کے عام لوگوں تک پہنچانا ہے تاکہ وہ معانی قرآن سے با آسانی آشنا ہو سکیں۔ قرآن آسان تحریک موجودہ دور میں قرآن کریم کے ابلاغ کی ایک موثر اور عظیم تحریک کے طور پر سامنے آئی جس نے اردو زبان میں پہلی مرتبہ ترجمہ قرآن کے لیے دو رنگوں کا استعمال شروع کیا جس کے ذریعے قارئین کے لیے ترجمہ قرآن کو سمجھنا نسبتاً آسان ہو گیا۔ عربی کا لفظ جس رنگ میں ہو گا اس کا ترجمہ بھی اسی رنگ میں کیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر ایک عام سادہ انسان کے لیے جداگانہ رنگ کی وجہ سے یہ نہایت آسان انداز تھا جس سے لاکھوں لوگوں نے فائدہ حاصل کیا اور متن قرآن کو سمجھنے

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 36-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar3

کے قابل ہوئے۔ کیونکہ ہر زبان کے جملوں کی ترتیب مختلف ہوتی ہے۔ جیسا کہ اردو میں فاعل پہلے، پھر مفعول اور پھر فعل۔ لیکن عربی زبان میں فعل پہلے، پھر فاعل پھر مفعول اس طرح فعل، فاعل اور مفعول کو رنگوں کی مدد سے نمایاں کر کے آسانی پیدا کی گئی۔

۱،۱۳،۴۔ نقائص:

- صرف فعل، فاعل اور مفعول کی پہچان کافی نہیں جملہ یا عبارت کا مفہوم کیا بنے گا وہ زیادہ معنی رکھتا ہے۔ اس لیے فعل ماضی ہے یا مضارع، فعل سے قبل قد اور سوف لگنے سے جو معنی میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اس کا اظہار ممکن نہیں۔
- افعال کی اقسام، پھر اسم کی اقسام اور پھر مفعول کی اقسام ان کے لیے الگ الگ رنگ لانا ممکن نہیں۔ ان کی پہچان بھی لازمی ہے۔
- درج بالا طریقہ میں 02 رنگ استعمال ہوئے ہیں جن کی مدد سے صرف 02 کا ادراک ہو سکتا ہے باقی کا نہیں۔

۵۔ خلاصہ بحث:

اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جدید طرقِ تدریس میں بھی خاطر خواہ خامیاں، قابل اصلاح پہلو اور نقائص پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ انسانی کام ہے اور فطری طور پر ایسا ہونا لا محالہ ہے۔ جدید طرق تدریس کی خوبیاں اور ان کے نتائج کے حوالہ سے دیکھا جائے تو تفہیم کے حوالے سے قدیم طرق سے اچھے نتائج ملے ہیں۔ اگرچہ ان میں بھی نقائص ہیں۔ TPR and TPI میں بچے حصہ لیتے وقت شرماتے ہیں۔ رنگوں میں جاذبیت ہوتی ہے لیکن الفاظ اور گرائمر کی پہچان و ادراک پوری طرح سے نہیں ہو پاتا۔ گروہی شکل میں طلباء سے تفہیم کے بہتر نتائج برآمد ہو جاتے ہیں لیکن کچھ طلباء دلچسپی کم لیتے ہیں۔ سیر و تفریح میں اخراجات بہت زیادہ اور طلباء کو کنٹرول کرنا مشکل ہوتا ہے۔ بحث اور تکرار میں طلباء حصہ لینے سے گریزاں ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں طلباء کو قائل کرنا پڑتا ہے۔ گویا جدید طرقِ تدریس بھی نقائص و خامیوں سے خالی نہیں اگرچہ آج کے دورِ جدید میں ان کو اپنا کر طلباء کو تدریس دی جا رہی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)